جانے والوں کی یاد آتی ہے

(حضرت امیر شریعت حکیم الملت ؒ کی یاد میں)

محمد نور الحسن رشادی

منشی دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور 9535366403

ہوئی مدت کہ دنیا سے مرا دل اٹھ گیا لیکن

ہنوز اک شعلہ یادِ رفتگاں کا دل سے اٹھتا ہے

اللہ کی خصوصی عنایتوں کا ظہور کائنات کے مخصوص بندوں کے ذریعہ وقتا فوقتا اس دنیا میں ہوتا رہتا ہے، منتخب چنیدہ بندے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے رب ذوالجلال کا نور کائنات کی ظلمت میں اس طرح بکھیرتے ہیں کہ تا قیامِ قیامت ان شعاعوؤں میں ضو پاشی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ انہی منتخب ممتاز پسندیدہ چنیدہ اعلیٰ مصفی اور برگزیدہ بندوں میں استاذ الاساتذہ حکیم الملت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ کا شمار ہوتا ہے۔

حضرت کا رعب ہر شخص کے دل میں پیوست ہو جاتا تھا، خواہ حضرت قبلہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت پایا ہو یا نہ پایا ہو۔

محسن و مربی

حضرت کا احسان نہ صرف راقم الحروف پر بلکہ پورے خاندان پر ہے، مادرِ علمی دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور میں میرے والد مرحوم، عالی جناب منشی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تقریباً ۳۵ سال منشی کی حیثیت سے حساب گاہ کی عظیم اور نازک ذمہ داری ادا کر چکے ہیں، چنانچہ حضرت قبلہ کے احسانات ہم پر بے شمار رہے ہیں، عظیم ترین احسان حضرت قبلہ کا یہ تھا کہ حضرت نے مجھ ناچیز کو عظیم علمی درسگاہ دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور میں خدمت کا موقع عنایت فرمایا، یہ حضرت کی خرد نوازی ہی تھی ورنہ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔......اس مختصر سی تحریر میں حضرت قبلہ کی خدمت میں بیتے دن اور ان کی یادیں قلمبند کرنے کی سعی کر رہا ہوں

مادر علمی میں میرا تقرر

حضرت کو اللہ تبارک وتعالی نے وہبی طور پر حسن انتظام کا ممتاز منفرد ملکہ ودیعت فرمایا تھا، کام کی لیاقت کا اندازہ حضرت قبلہ بہت جلد لگا لیتے تھے حضرت رحمہ اللہ کو اس بات کا مکمل یقین تھا کو عالم ہونے کے حیثیت سے بندہ دنیا کا ہر کام کر سکتا ہے۔ حضرت عام طور پر فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم دیوبند میں کسی زمانہ میں ہر شعبہ میں عالم دین اور خدا ترس افراد ہی خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ صفائی کی خدمت انجام دینے والے افراد بھی دینی علوم سے بہرہ ور ہوا کرتے تھے۔ بندہ کوئی ڈگری (کامرس یا حساب کی) نہیں رکھا ہے لیکن اس کے باوجود حضرت نے والد صاحب کے انتقال کے بعد تقرر منشی کی حیثیت سے دار العلوم میں فرمایا یہ حضرت کی محض ذرہ نوازی ہمت افزائی اور احسان تھا۔

ابتدائی مرحلہ

میرے لئے تقرر کے بعد ابتدائی مرحلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ حضرت نے نہ صرف یہ کہ کام کی نوعیت کو سمجھایا بلکہ عملی طور پر ہر کام کی خصوصی نگرانی فرمایا کرتے تھے اور کام کے معیار کو بلند کی ہمیشہ تاکید فرماتے تھے یہاں تک کہ رسید میں نام لکھنے کا سلیقہ اور حساب لکھنے کا طریقہ بھی حضرت نے سکھایا۔

احتیاطی تدابیر

حضرت حساب کے معاملے میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے رسید وغیرہ میں اگر غلطی سے کچھ لکھ کر کاٹ دیا ہو تو سخت تنبیہ فرماتے اور یوں گویا ہوتے 'مار کاٹ ہرگز نہیں ہونا عزیزم'

ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے عمداً یہ کیا ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ آپ نے لکھتے وقت غلطی نہ کرنے کا عزم نہیں کیا پھر حضرت تھانویؒ کا واقعہ آپ نے سنایا کہ خادم کو حضرت نے ایک مرتبہ خوب ڈانٹا کسی نے کہا کہ حضرت غلطی تو چھوٹی ہے لیکن اتنی دانٹ۔۔۔۔ حضرت تھانویؒ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے نہیں ڈانٹا کہ انہوں نے غلطی کی بلکہ اس لئے ڈانٹا کہ انہوں نے غلطی نہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔۔۔واقعی حضرت اس دور کے تھانوی تھے حضرت کے نام کا اثر حضرت امیر شریعت پر مکمل ہو چکا تھا۔

ایک مقولہ

آپ حساب کتاب کا ایک زریں اصول موقع بہ موقع مجھے یاد دلاتے اور فرماتے کہ ''لکھ دے، لے لکھ'' یعنی اگر کسی کو خرچ دینا ہو تو دینے سے پہلے لکھ لیا کرو تا کہ یاد رہے، اور کچھ رقم لینی ہو تو لکھنے سے پہلے رقم لے لیا کرو تا کہ غلطی نہ ہو جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم نے لکھ تو لیا مگر رقم لی نہیں، اور پھر بعد میں رقم کچھ کم یا زیادہ موصول ہوئی تو اب کاٹ کوٹ کرنی

پڑے گی، اسی طرح خرچ دیدیا گیا اور پھر دے کر لکھنا بھول گئے تو حساب میں گڑبڑی رہے گی۔

آج کا کام کل پر نہ ٹال

اسی طرح حضرت کو Pending کا لفظ بالکل پسند نہیں تھا، ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی کام ملتوی کرنا پسند نہیں، ہر کام اس کے وقت پر کرلیا کرو، چاہے وہ روزانہ کا حساب ہو، یا لڈجر کا، ہر دن اس دن کا کام مکمل کرلیا کرو۔

خود حضرت کا اپنا عمل بھی یہی تھا کہ آپ اپنے ذمہ کوئی کام باقی نہ رکھتے تھے، آپ کے وفات سے چند دنوں پہلے جب آپ آخری مرتبہ دفتر اہتمام تشریف لائے تو اس دن بھی آپ نے اپنے متعلق پورے کام اختتام کو پہنچائے، آپ نے بخاری شریف کا درس پڑھایا، فتاویٰ کا کام مکمل کیا، مجھے بلا کر حساب لانے کا حکم دیا، حساب کا حسب معمول پوری طرح اندراج فرمایا، اور پھر یہ بھی کہ مدرسے کی ہنڈی جس کو عموماً کئی کئی ماہ میں ایک بار کھولا جاتا ہے، اور گذشتہ دو ماہ پہلے ہی کھلوا چکے تھے، اسے پھر کھولنے کا حکم دیا اور اس میں موجودہ رقم کا بھی اندراج فرمایا۔ یہ ۳۱ اگست ۲۰۱۷ء کا دن تھا، اساتذہ کو بلانے کا حکم دیا، اساتذہ تشریف لائے تو آپ نے تنخواہ عطا فرمائی، پھر پورے کاموں کی تکمیل کے بعد مجھ سے پوچھا ''سب ہوگیا کیا بابا؟'' میں نے کہا، جی حضرت، تو فرمایا ''سب ٹھیک ہے''۔ پھر آپ دفتر اہتمام سے گھر تشریف لے گئے، یہی ہم سب اساتذہ کی حضرت سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ الغرض آپ نے اپنے ذمہ کا تمام کام وقتِ موعود آنے سے پہلے نمٹا لیا تھا۔

نقل حساب میں احتیاط

میں ایک مرتبہ دفتر میں داخل ہوا تو فرمانے لگے کہ کسی مدرسے میں اس طرح دو دو جگہ حساب نہیں لکھا جاتا، عزیزم الحمدللہ ہمارے مدرسے کا یہ نظام ہے۔ قارئین کے علم میں یہ بات ضرور ہوگی، اگر نہیں ہے تو یہ ضرور جاننا چاہئے کہ مادرِ علمی دارالعلوم سبیل الرشاد میں منشی کے پاس تو حساب کا دفتر ہوتا ہی ہے، جس میں مکمل آمد و خرچ لکھا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ حضرت مہتمم صاحب بھی ہر آمد اور ہر خرچ اپنی خود کی ڈائری میں بھی لکھتے تھے، اور اس کا حساب اپنے پاس رکھتے تھے، ہر دن منشی کا حساب اور اپنے حساب کا موازنہ بھی ضرور کرتے تھے کہ دونوں برابر ہیں یا نہیں۔ حساب کا موازنہ ہر دن ہوتا تھا، اگر حضرت کے اسفار کے سبب یا کسی اور وجہ سے کسی دن حساب نہ ہو پاتا تو سفر سے آتے ہی یا پھر کام سے فارغ ہوتے ہی حساب لانے کا حکم فرمادیتے تھے۔ جب تک حساب نہیں ہوجاتا، اور اس کا موازنہ نہیں ہوجاتا، حضرت نوراللہ مرقدہ کو اطمینان نہیں ہوتا تھا۔

ویسٹ انڈیز سے چند مہمان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت اس دور

میں جب کہ اکثر اداروں میں کمپیوٹر کے ذریعے حساب و کتاب ہوتا ہے اور اس کے لئے الگ محکمہ قائم کر کے مہتمم اس کام سے دستبردار ہو جاتے ہیں، حضرت اپنی کبرسنی کے باوجود اپنے دست مبارک سے حساب لکھ رہے ہیں، ان لوگوں نے حد درجہ تعجب کا اظہار کیا اور آپس میں کہنے لگے Amazing in this era he is doing manually

(حیرت ہے، اس زمانے میں بھی یہ ہاتھ سے لکھ رہے ہیں)

ایک مرتبہ رمضان میں ایک صاحب خیر نے ایک بڑی رقم حساب گاہ میں دی۔ جب میں رسید کاٹ رہا تھا تو وہ صاحب بار بار مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ مدرسے کے پیسے لینے کے مجاز ہیں۔ میں نے کہا ہاں، تو وہ رسید لئے اور چلے گئے، دوسرے دن اچانک وہ صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھ لیا کہ حضرت میں نے کل مدرسے کے لئے کچھ رقم دی تھی، میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کتنی رقم تھی اور کیا وہ آپ تک پہنچ گئی۔ حضرت نے ان کو دفتر میں بٹھایا اور مجھے بلا کر حساب لانے کا حکم دیا، اور ان کو دکھایا کہ آپ نے اتنی رقم مدرسے کو دی ہے، دیکھئے، یہ آپ کی رقم یہاں لکھی ہوئی ہے اور بعد میں اپنی ڈائری بھی دکھائی اور کہا کہ یہ دیکھئے آپ کی رقم یہاں بھی لکھی گئی ہے، پھر فرمایا کہ ہمارے مدرسے میں حساب بالکل برابر ہوتا ہے اور ہم احتیاط کے طور پر دو دو جگہ حساب نقل کرتے ہیں، وہ صاحب بہت ہی مطمئن ہوئے، انہوں نے حضرت کا شکریہ ادا کیا اور بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

رقم کی گنتی

حضرت صرف یہ نہیں کہ حساب کو دفتر میں نقل کرنے کا اہتمام کرتے تھے، بلکہ آپ کی ہی بھی عادتِ شریفہ تھی کہ ہر دن پیسے کا حساب کر کے رکھتے تھے، ایک روپیہ بھی کم ہو جاتا تو فوراً اس کے بارے میں معلوم کرتے کہ کیوں کم ہے۔

ماتحتوں کی ضرورتوں کا احساس

میرے والد مرحوم نے تذکار بڑے حضرتؒ میں اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور میں ہمیشہ ہی سے ماحول رہا ہے کہ اساتذہ کبھی بھی تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ لے کر مہتمم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے۔ بلکہ خود مہتمم یعنی بڑے حضرت نور اللہ مرقدہ اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ اساتذہ کی تنخواہ ان کی ضروریات کے مطابق ہونی چاہیے، اس لئے وقتاً فوقتاً تنخواہ میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا کرتے تھے، الغرض حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ اپنے ماتحتوں کی ضرورتوں کا خوب احساس رکھتے تھے، حضرت بھی اپنے والدِ بزرگوار کا پرتوِ جمیل تھے۔ آپ بھی اپنے ماتحتوں کا بھرپور خیال رکھتے اور وقتِ مقررہ پر یا کبھی اس سے پہلے ہی تنخواہ عطا فرماتے، اور وقتاً فوقتاً تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ فرماتے

رہتے ،اگرکسی کوزائدضرورت پڑتی تو حضرت اپنی جانب سے اپنی ذاتی رقم قرض کےطور پرعنایت فرماتے اور ماتحت اپنی ضرورت پورا کرتے تھے۔

توکل

حضرت کواللہ تعالی کی ذات پرکامل بھروسہ اورتوکل تھا،اسباب سے زیادہ مسبب الاسباب پرنظررہتی۔اگرکبھی مدرسے میں تنگی ہوتی اورتنخواہ کاوقت آتاتوفرماتے کہ باباپیسہ کہاں ہے،پھرتھوڑی دیرخاموش رہ کرفرماتے کہ آپ فہرست تیارکیجئے(جس میں بوقت تنخواہ اساتذہ کے دستخط لئے جاتے ہیں)انشاءاللہ اللہ انتظام کردے گا،پھراسی دن ظہریاعصرکی نمازسے پہلے فرماتے کہ بابانمازکے بعداساتذہ کوبلالو،تنخواہ دے دیں گےاوراسی وقت تنخواہ دیدیتے،تنخواہ دیتے وقت ہمیشہ حضرت کے چہرے پرہلکی سی مسکراہٹ ہوتی اوریہ مسکراہٹ بھی یکساں رہتی،چاہے وہ تنخواہ پانے والے بڑے استاذ ہوں یاادنیٰ ملازم۔ایساانداز دلربا ہوتاگویاکوئی مشفق باپ اپنے چہیتے بچوں کوجیب خرچ دے رہا۔

جانے والےکبھی نہیں آتے   جانے والوں کی یادآتی ہے

اب ہمارے درمیان حضرت نہیں رہےلیکن ان کی یادیں رعب ودبدبہ باوقارادائیں پرلطف نصیحتیں گفتاروکردار اخلاق واوصاف حمیدہ غرض آپ کےتمام ہی اقوال وافعال ہمیں یادآتے رہیں گےاورستاتے رہیں گے۔اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حضرت کے احسانات کویادرکھتے ہوئے دارالعلوم سے اپنی وفاداری اورخلوص کو برقراررکھیں اور دارالعلوم کی ترقی کے لئے ہمہ تن کوشاں رہیں،اس سے حضرت کی روحِ پرفتوح عالمِ ارواح میں خوش ہوگی۔اخیرمیں دعا ہے کہ اے اللہ،جس طرح حضرت نے ہماری ضرورتوں کااحساس رکھا،توبھی حضرت کی اخروی ضروریات کاتکفل فرمااور حضرت کوجنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرما۔آمین یارب العالمین۔☆☆☆